© rasailojaraid.com

دعوتِ اسلامی کی رفتارِ کار

روزنامہ العَلَم (مراکش) کا مولانا مودودی سے انٹرویو

[روزنامہ العَلَم مراکش کے عربی جرائد میں سب سے زیادہ مقبول اور کثیر الاشاعت پرچہ ہے۔ مراکش کی استقلال پارٹی کی طرف سے نکلتا ہے۔ فاس (مراکش) میں قیام کے دوران اس اخبار کے نمائندہ نے مولانا مودودی مدظلّہ العالی سے زَلاغ ہوٹل میں ایک انٹرویو لیا۔ ذیل میں ہم العَلَم کے نمائندے کے سوالات اور مولانا محترم کے جوابات درج کر رہے ہیں۔ العلم کے سوالات سے قارئین اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اِس وقت دنیا کے ہر گوشے میں اللہ تعالیٰ کے بندوں کی ایک جماعت اسلامی دعوت کا فریضہ سر انجام دے رہی ہے۔ مراکش کے علماء کو پاکستان کی اسلامی تحریک سے جو دلچسپی ہے وہ ان سوالات سے معلوم کی جا سکتی ہے جو ترجمان کے پچھلے شمارے میں چھپ چکے ہیں۔ اب قارئین العَلَم کے اِس انٹرویو سے مراکش کے نوجوانوں اور سیاسی میدان میں کام کرنے والے عناصر کے ذہنی رجحانات اور اندازِ فکر کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ غ ح]

سوال ۔ آپ دنیا میں اس وقت سب سے نمایاں اور ممتاز اسلامی رہنما اور داعی ہیں، آپ کی رائے میں اس وقت دعوت اسلامی کس طرح کی صورتِ حال سے دوچار ہے اور اس کا مستقبل کیا ہے؟

جواب : دعوتِ اسلامیہ کو تمام مسلمان ملکوں میں ایک ہی صورتِ حال سے سابقہ درپیش ہے اور وہ یہ ہے کہ استعمار نے اپنے براہ راست اور بالواسطہ اثرات سے ہر جگہ ایک ایسا طبقہ پیدا کر دیا ہے جو علمی اور فکری حیثیت سے اسلام سے بہت بعید اور عادات و اخلاق اور طرزِ زندگی کے اعتبار سے مسلمانوں کے لیے قریب قریب بالکل اجنبی ہو گیا ہے۔ یہی طبقہ استعمار کے زمانے میں یا تو حکومت کے مناصبِ عالیہ پر قابض ہوا یا آزادی کی تحریکوں میں سیاسی حیثیت سے مسلمانوں کا رہنما بنا۔ پھر جب استعمار سے مسلمان ممالک

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آزاد ہوئے تو اس طبقے کے ہاتھ میں ہر جگہ حکومت کی باگیں منتقل ہو گئیں۔ اب یہ طبقہ ہے تو مسلمان قوموں ہی کے افراد میں سے لیکن اس کے جذبات، خیالات اور عادات سب مسلمانوں سے مختلف ہیں۔ وہ اگر مستعمرین کے نظامِ سرمایہ داری سے ہٹ کر کوئی چیز سوچ سکتا ہے تو وہ نظام اشتراکی ہے۔ کیونکہ جو علوم اس نے حاصل کیے اور جو عادات اس نے اختیار کی ہیں ان کے لحاظ سے وہ ان دو ہی مسلکوں میں سے کسی ایک مسلک کا تصوّر کر سکتا ہے۔ اس کے برعکس عام مسلمان اور ان کے مذہبی طبقے فطری طور پر ہر جگہ آزادی کے طالب اس لیے ہوئے تھے کہ اُسی نظامِ اسلامی کو تازہ کریں جس سے استعمار نے انہیں محروم کیا تھا اور آزادی کے بعد وہ قدرتی طور پر اس چیز کے متوقع تھے کہ ایسا ہو۔ لیکن عملاً ایسا نہیں ہو رہا ہے اور اسی کی وجہ سے تمام مسلمان ملکوں میں ازسرِ نو ایک نزاع برپا ہو گئی ہے جو استعمار کے خلاف جدوجہد کی بہ نسبت شدید تر ہوتی جا رہی ہے۔ عام مسلمان ان لوگوں کے ساتھ ہیں جو اسلامی نظام چاہتے ہیں۔ اور اقتدار ان لوگوں کے ہاتھ میں ہے جو یہ نہیں چاہتے۔ اگر فیصلہ بندوق کے بجائے انتخابات میں لوگوں کے ووٹوں سے ہوتا تو ہر جگہ پُرامن طریقے سے اس مسئلے کا فیصلہ ہو جاتا۔ لیکن قریب قریب ہر جگہ ووٹ کے بجائے مال اور طاقت دونوں کو فیصلہ کُن بنا دیا گیا ہے اور عام باشندے آئے دن کے انقلابات کے تماشائی بن کر رہ گئے ہیں۔ اسی صورتِ حال نے عربوں کو اسرائیل کے مقابلے میں بے بس کر دیا ہے۔ اور اسی صورتِ حال نے غیر عرب مسلمان ملکوں کے اندر بھی تمام حکومتوں کو کمزور کر کے رکھ دیا ہے۔ مستقبل کا سارا انحصار اس پر ہے کہ آیا مسلمان ملکوں میں جمہوریت اپنی صحیح شکل میں نافذ ہوتی ہے یا نہیں۔ یعنی دوسرے الفاظ میں آیا مسلمان ملکوں کے عوام کو اپنی قسمت کے فیصلے کا آزادانہ حق مل جاتا ہے یا نام نہاد انقلابی آمر خود اپنی قوموں کا مستقبل طے کرتے رہتے ہیں۔ پہلی صورت میں مستقبل انشاء اللہ شاندار ہے اور اگر دوسری صورت جاری رہی تو انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کوئی نہیں جانتا کہ ان ملکوں کا حشر کیا ہو گا۔ ہو سکتا ہے کہ یہ آخرکار پھر اپنی آزادی کھو دیں۔

سوال۔ اسلامی تحریک کے لیے اچھے اور کارآمد داعی اور کارکن تیار کرنے کے لیے کونسے وسائل اختیار کرنا ضروری اور مفید ہے؟

جواب: سب سے زیادہ اہم چیز تو یہ ہے کہ جو لوگ بھی اسلامی دعوت کا کام کریں وہ اس دعوت کی حقیقت و ماہیت کو اچھی طرح جان لیں۔ دوسری چیز یہ ہے کہ علم کے بعد پورے اخلاص کے ساتھ اس دعوت کے اصول و مبادی پر ایمان لائیں۔ اور تیسری چیز یہ ہے کہ وہ اُن تمام شرائط کو پورا کریں جو دنیا میں کسی تحریک کی کامیابی کے لیے ناگزیر ہوتے ہیں۔ یعنی توحیدِ صفوف، منظّم کام، اور حکمت و تدبّر کے ساتھ اپنی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دعوت کو آگے بڑھانے کے لیے حالات وظروف کے مطابق مسلسل سعی۔

سوال۔ جماعت اسلامی نے آج تک دعوت اسلامی کے بارے میں کتنے مراحل طے کیے ہیں اور پاکستان کے اندر اور پاکستان کے باہر اب تک جماعت نے کیا کیا کام سرانجام دیے ہیں؟

جواب۔ سب سے پہلے ہم نے اپنے خیالات وسیع پیمانے پر پھیلائے۔ پھر چند سال کے بعد جب ایک معتدبہ تعداد ایسے لوگوں کی پیدا ہو گئی جو ان خیالات کو صحیح سمجھتے تھے تو ان کی تنظیم و تربیت کا کام کیا گیا۔ اس کے بعد جیسے جیسے لوگ اس دعوت کے لیے کام کرنے کی صلاحیت کے حامل ہوتے گئے ہم نے اپنی مساعی کو چار اہم شعبوں میں صرف کرنا شروع کر دیا۔ ایک، تطہیرِ افکار اور تعمیرِ افکار۔ دوسرے صالح افراد کی تلاش، تنظیم اور تربیت۔ تیسرے، اصلاحِ معاشرہ۔ اور چوتھے، نظامِ حکومت کی اصلاح اور اسلامی نظامِ حکومت کے قیام کی کوشش۔ کئی سال گزرنے کے بعد ہم نے دنیا کی مختلف زبانوں میں اپنے لٹریچر کے تراجم اور اشاعت کا انتظام کیا۔ اس وقت ترکی، فارسی، عربی اور انگریزی زبانوں میں اچھی خاصی کتابیں شائع ہو چکی ہیں اور ان کے اثرات تمام اُن ملکوں میں پھیل رہے ہیں جہاں یہ زبانیں بولی یا سمجھی جاتی ہیں۔ جہاں تک نظامِ حکومت کی اصلاح کا تعلق ہے، اسلام کو پاکستان کے دستور کی بنیاد تسلیم کرایا جا چکا ہے جس سے اب ہٹنا کسی حکومت کے لیے ممکن نہیں رہا ہے۔ اب یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ ملک میں ایک دفعہ آزادانہ اور منصفانہ انتخابات ہو جائیں تاکہ عملاً اقتدار اُن لوگوں کی طرف منتقل ہونے کا کم از کم آغاز ہو جائے جو حکومت کے نظام کو اسلامی اصولوں پر چلانا جانتے بھی ہوں اور چاہتے بھی ہوں۔

سوال۔ اسلامی دستور کو بروئے کار لانے کے لیے جماعت اسلامی نے کیا اقدامات کیے ہیں؟

جواب۔ اس سوال کا جواب اوپر آ چکا ہے۔ ہم نے اپنے لٹریچر کے ذریعے سے یہ واضح کر دیا ہے کہ اسلام کا نظامِ حکومت تفصیلی شکل میں کیا ہے اور وہ معاشرے کے تمام معاشی، معاشرتی، تعلیمی اور دوسرے بڑے بڑے مسائل کو کس طرح حل کرتا ہے۔

سوال۔ پاکستانی عوام نے مسجد اقصیٰ کی آتش زنی پر بلاشبہ اپنے شدید غیظ و غضب کا اظہار کیا ہے۔ لیکن کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ فلسطینی مجاہدین کی امداد کے لیے آپ نے مثبت طور پر کیا اقدامات کیے ہیں؟

جواب۔ اس وقت تو پاکستان کے لوگ یہ کوشش کر رہے ہیں کہ فلسطین کے مسئلے کو ایک عرب مسئلہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قرار دینے کی جو غلطی اب تک کی جاتی رہی ہے اس کی اصلاح ہو اور اس کو اسلامی مسئلہ قرار دے کر تمام دنیا کی مسلمان حکومتیں اور سب سے بڑھ کر پاکستان کی حکومت فلسطین کی آزادی کے لیے جہاد پر تیار ہو جائے۔ اگر اس میں کامیابی ہو جائے تو ان شاء اللہ پاکستان کے مسلمان جان و مال کی کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

سوال - آپ نے برتھ کنٹرول کے موضوع پر ایک کتاب تالیف کی ہے۔ کیا آپ اسلامی نقطۂ نظر سے ابھی تک برتھ کنٹرول کی پالیسی کے مخالف ہیں؟ کیا آپ اپنی کتاب میں مزید دلائل کا اضافہ کر سکتے ہیں؟

جواب - اس مسئلے میں میرے خیالات اب بھی وہی ہیں جو میں اپنی کتاب میں بیان کر چکا ہوں۔ ان میں کسی ترمیم کی ضرورت میں نے محسوس نہیں کی ہے۔ اس مسئلے کے متعلق مزید مواد جمع کرنے کا سلسلہ جاری ہے۔ ان شاء اللہ آئندہ ترتیب کے موقع پر اس کا اضافہ کر دیا جائے گا۔ کتاب کی اشاعت کے بعد بہت سے مزید دلائل و شواہد سامنے آئے ہیں جو اُس نقطۂ نظر کو زیادہ تقویت پہنچاتے ہیں جو میں نے اس کتاب میں پیش کیا ہے۔

سوال - کثرتِ کار اور مصروفیتوں کے باوجود آپ نہایت عمدہ اور مفید کتابیں تالیف کر رہے ہیں۔ اسلامی مسائل و افکار کو ترقی دینے کے لیے یہ کتابیں بڑی مددگار ثابت ہو رہی ہیں۔ کیا آپ ہمیں بتا سکتے ہیں کہ آپ کی تازہ ترین تالیف کونسی ہے اور ان دنوں کونسی کتاب زیرِ تصنیف ہے؟

جواب - آپ نے میری کتابوں کی جو افادیت بیان کی ہے اس پر میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اُس کے فضل سے میں اسلام کی کچھ خدمت انجام دینے کے قابل ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس خدمت کو قبول فرمائے۔ اردو زبان میں میری آخری تصنیف "خلافت و ملوکیت" ہے۔ اور آج کل میں اپنی تفسیر تفہیم القرآن کو مکمل کر رہا ہوں۔ ان دنوں ۲۸ ویں پارے کی آخری سورت "تحریم" کی تفسیر لکھ رہا ہوں۔ عربی زبان میں ان دنوں میری متعدد نئی کتابیں بیروت اور کویت میں چھپی ہیں۔ یہ کتابیں دراصل میری شائع شدہ اردو کتابوں کے عربی تراجم ہیں مثلاً نحو ثورۃ سلمیۃ (مجموعہ مقالات)، مقدمہ تفہیم القرآن، مستقبل کی تعمیر میں طلبہ کا کردار وغیرہ۔

© rasailojaraid.com